Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:2, 2022, pp. 74-91

تلخیص مستدرک از امام ذہبیؒ کا منہج واسلوب: تحقیقی مطالعہ

Talkheea e Mustadrak by Imam Dhahbi: A Research & Methodological Study

Hafiz Asif Ismail
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore
Hafiz Muhammad Imran
M Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore

KEYWORDS
Islamic Scholars, Extremely expert, Islamic sciences, Usool al-fiqh , Methodology, Mustadrak, knowledge, Authenticity ,Rivayaat, Sukoot.

Date of Publication: 26-12-2022

ABSTRACT

Abu Abdallah Muhammad bin Ahmad renowned as Imam Adh-Dhahabi is an emerging and conspicuous name in the list of Islamic scholars. Adh-Dhahabi (may Allah have mercy on him) was extremely expert in the fields of Islamic sciences such as ‘aqeedah (beliefs), fiqh (jurisprudence), hadith, Qur’an recitations and usool al-fiqh (sources of jurisprudence). This article reveals his brief biography, services and his methodology in the summarization of “Mustadrak”. He wrote hundreds of books which are considered as encyclopedia of knowledge. The summary of Mustadrak written by him has become a vertex which attracts the attention of the readers. Many scholars give preference to the opinion of Imam Adh-Dhahabi (R. A.) regarding the authenticity of the “rivayaat” of Mustadrak. He wrote summaries of many books but the “Summary of Mustadrak” written by him is the most prominent and most popular book in circles of knowledge. There are three ways or methods in which he has written the summary of Mustadrak. First method is criticism on the rivayaat. In this method he gives the decision about the authenticity of the specific hadith by criticizing on its sources. Second method is coincidence with Imam Hakim in which he agrees with the decision of Imam Hakim. And the last and third method is “Sukoot” i.e., he does not give any opinion about the authenticity of the specific hadith. So, we can say that it is a master piece among the manuscripts of Imam Adh-Dhahabi (R. A.).

تمہید

کائنات میں انسانوں کی تعداد حد شمار سے باہر ہے مگر ان میں رجال کار تلاش کریں تو معدود چند ہی ہوں گے، خاص طور پر قحط الرجال کے اس دور میں جہاں ڈھونڈے سے بھی افراد ناپید نہیں تو مشکل ضرور ہوتے جارہے ہیں۔ مسلم تاریخ بھی جن شخصیات پر فخر کرتی ہے وہ اگرچہ آہستہ آہستہ قصہ ماضی بنتے جارہے ہیں مگر اسلاف میں ایک نام ایسا ملتا ہے جو اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے تادیر زندہ رہے گا اور اہل علم کے لیے مرجع خلائق تصور کیا جاتا رہے گا۔ ان کی سیرت متنوع خوبیوں سے آراستہ ہے علم حدیث ہو یا تاریخ، رجال کا میدان ہو یا جرح وتعدیل کا فن، ان سب میں کامل مہارت کی حامل ایک ہستی جس نے علم کی دنیا میں اپنی دھاک بنا رکھی ہے اس کو لوگ امام ذہبی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مستدرک علی الصحیحین پر جب بھی بات ہو تو اس بحث میں امام ذہبیؒ کو الگ کرنا اب ناممکن ہو گیا ہے کیونکہ ان کے اس کتاب پر تبصرہ نے کتاب کی اہمیت کو دوچند کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے لہذا ذیل میں شیخ، امام، مؤرخ، محدث العصر، ناقد، حافظ بلکہ خاتمۃ الحفاظ، فقیہ جیسے القابات سے متصف اس عظیم شخصیت کے مختصر ترین حالات اور ان کے اس تحقیقی کام پر شذرہ قلمبند کیا جائے گا جو انہوں نے کتاب مستدرک علی الصحیحین پر کیا تاکہ کتاب کے تعارف میں کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

نام ونسب اور کنیت

آپ کا اسم گرامی شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز بن عبد اللہ الذھبی، الفارقی الدمشقی الشافعی ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے ترکمانی تھے، یہ لوگ میافارقین کے شہر میں آباد ہوئے جو کہ دیار بکر کے مشہور شہروں میں سے ایک تھا۔ اپنے باپ کے جد کے بارے خود ہی بیان کرتے ہیں کہ **قايماز ابن الشيخ عبدالله التركماني الفارقي، جدأبي۔**[1]

اسی طرح اپنے دادا عثمان کے متعلق بیان کرتے ہوئے یوں تحریر کرتے ہیں کہ

> **عُثْمَانُ بْنُ قَايِمَازَبْنِ عَبْدِ اللَّهِ التُّرْكُمَانِيُّ الْفَارِقِيُّ ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ النَّجَّارُأَبُو أَحْمَدَ فَخْرُ الدِّينِ رَجُلٌ أُمِّيٌّ حَسَنُ الْيَقِينِ بِاللَّهِ،وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ سَمِعْتُ الشَّيْخَ أَبَا الْحَسَنِ بْنَ الْعَطَّارِ، يَقُولُ لِي: كَانَ جَدُّكَ الْفَخْرُ يَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَتَوَفَّاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَأَعْطَاهُ اللَّهُ ذَلِكَ**[2]۔

ان کی ولاء بنو تمیم تک پہنچتی ہے۔ یاد رہے کہ ولاء تین قسم کی ہوتی ہے،(I)ولاء عتق: **وهو الغالب بحيث ينسب إلى من أعتقه.(II) ولاء إسلام: وذلك بأن يسلم العجمي على يد العربي(III) ولاء حلف: وذلك بأن يكون الشخص حليفاً لقبيلة فينسب إليها** اور یہاں جس ولاء کو واضح کیا جارہا ہے وہ آخری ولاء حلف ہے۔[3] والد نے اپنے باپ کے پیشہ کو ترک کرکے سونے کو باریک کرنے کا کاروبار شروع کیا اور ذہبی نسبت پائی جو بعد میں اسی وجہ سے آپ کو بھی حاصل ہوئی۔

ولادت

مؤرخین کے حساب سے ماہ ربیع الاول 673ھ کو یہ علم و عمل کا آفتاب طلوع ہوا اور ابن حجر کے بقول اس دن مہینے کی تین تاریخ تھی۔[4] ان کی ولادت شہر دمشق میں ہوئی تھی جس کا ذکر ان کے تلمیذ رشید کی کتاب ذیل تذکرۃ الحفاظ میں پایا جاتا ہے۔[5]

تعلیم وتربیت

دینی وعلمی ماحول میں تعلیم وتربیت ہوئی۔ غیر معمولی ذہین وفطین تھے۔ علامہ ذہبی نے جس خانوادہ میں آنکھ کھولی وہ ایک لحاظ سے متدین وآسودہ حال گھرانہ تھالہذا ابتدا ہی سے حصول علم ان کے لئے تمام تر مشکلات سے آزاد تھا۔ والد ماجد شہاب الدین احمد بن عثمان صاحب علمی شخصیت کے مالک تھے جن کا ذکر خود ذہبی نے اپنی معجم میں کیا ہے۔[6] اس کے علاوہ ذہبی نے اپنی جس رضاعی والدہ وپھوپھو سے استفادہ کیا وہ اپنے وقت کے مستند علماء سے اجازت یافتہ خاتون تھیں۔[7] عجب یہ کہ والد کی طرف سے اوپر آپ کا گھرانہ کوئی خاص علمی شہرت نہ رکھتا تھا بلکہ آپ اپنے جد عثمان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ **رجل امى وكان نجاراوقد توفى سنة 683ھ**۔ اپنے پردادا قایماز کا بھی علمی اشتغال ایسانہ تھا جو قابل بیان ہو لیکن والدہ ماجدہ علم الدین ابو بکر سنجر بن عبد اللہ الموصلی کی دختر نیک اختر تھیں جن کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ "**كان خيراً، عاقلاً، مديراً للمناشيربديوان الجيش، مات سنة680ھ**، [8]ـ اپنے ماموں علی بن سنجر بن عبد اللہ موصلی سے بھی استفادہ کیا اور ان کا ذکر کچھ اس انداز سے کرتے ہیں"

> **الحاج المبارك، أبو إسماعيل -خالي-، مولده في سنة ثمان وخمسين وستمائة، وسمع بإفادة مؤدبه ابن الخباز من أبي بكر الأنماطي، وبهاء الدين أيوب الحنفي، وست العرب الكندية. وسمع معي ببعلبك من التاج عبد الخالق وجماعة، وكان**

ذا مروءةٍ وكد على عياله، وخوف من الله. توفي في الثالث والعشرين من رمضان سنة ست وثلاثين وسبعمائة"[9]؎

مزید علم کے حصول میں آپ کے خالو کا ذکر ملتا ہے جن سے انہوں نے شرف تلمذ حاصل کیا خود ان کا تعارف یوں کرواتے ہیں کہ **واسمه أحمد ابن عبدالغني بن عبد الكافي الأنصاري الذهبي،المعروف بابن الحرستاني،وقد سمع الحديث ورواه،وكان حافظاً للقرآن الكريم،كثيرالتلاوة له.توفي بمصرسنة (700ھ)،**[10]؎ خاندان کے ان افراد کے علاوہ علمی سفر میں آپ کو ایک مشکل دکھائی دیتی ہے کہ آپ کے والد اپنے لخت جگر کو زیادہ دیر اپنے سے جدا رکھنا پسند نہ کرتے تھے لہٰذا طلب علم میں چھوٹے سفروں کے علاوہ آپ لمبے سفر پر لمبا عرصہ روانہ نہ ہو سکے اور یہ بھی چار ماہ سے زیادہ کا رحلہ نہ ہوتا تھا جس کی وجہ سے بعض شیوخ سے عدم لقاء کا تذکرہ آپ بڑی حسرت سے کیا کرتے تھے **"وكنت أتحسر على الرحلة إليه،وما أتجسر خوفاً من الوالد، فإنه كان يمنعني"** ایک اور مقام پر کہتے ہیں:

"ولم يكن الوالد يمكنني من السفر"[11]؎

ذہبی کی خوش بختی جو اس کے مقام و مرتبہ کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوئی وہ آپ کا شہر دمشق میں ہونا تھا جو کہ اس وقت علم کے بے شمار آفتاب وماہتاب سے روشن ومنور تھا جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، حافظ مزی وغیرہما۔ ان شموس واقمار کے ساتھ علم حدیث کے حوالہ سے بالخصوص یہ شہر چہار دام عالم میں مرکز کی حیثیت رکھتا تھااوراسی لئے یہ عصر بہت سی تالیفات وعلمی موسوعات کے منصہ شہور پر آنے کا ذریعہ بنا۔ آپ نے ابتداء میں جن دو عظیم علوم کی طرف توجہ مبذول کی وہ علم قرات وحدیث تھے،ان میں آپ کے نمایاں استاد علاء الدین علي بن محمد الحلبي، المعروف بالبصبص، الشیخ مسعود بن عبد الله الأغزازي، الشیخ محمد ابن عبد العزیز الدمیاطیت تھے جو کہ تجوید وقرات کے فن میں وقت کے جید فضلا میں شمار ہوتے تھے۔ علم قرات کے ساتھ آپ کو جس میدان میں حظ وافر نصیب ہوا وہ علم حدیث تھا لہٰذا ابتدائی حیات سے لے کر آپ اس علم سے منسلک رہے حتی کہ بعد میں یہی علم شریف آپ کی پہچان بن گیا۔ آپ نے سینکڑوں کتب وحدیثی اجزاء کی ساعت کی جس کی غماز وعکاس آپ کی کتب ہیں۔ اسی کے متعلق سیوطیؒ لکھتے ہیں

"وطلبَ الحديث وله ثماني عشرة سنة، فسمع الكثير، ورحل، وعني بهذا الشأن، وتعب فيه وخدمه إلى أن رسخت فيه قدمه، [12]؎

ان علوم کے ساتھ ساتھ ذہبی نے عربی ادب، تاریخ، نحو اور دیگر بے شمار دینی علوم میں بھی دسترس حاصل کرنے کی جستجو جاری و ساری رکھی جن کی جھلک ان کی کتب میں جابجا نظر آتی ہے۔ ہمعصر اہل علم اور متأخرین علماء نے حدیث، قرآن، فقہ اور تاریخ میں ان کی مہارت و سیادت کو تسلیم کیا۔ اسی طرح بہت جلد علم و فضل اور علوم دینیہ میں نمایاں مقام حاصل کیا۔[13]

رحلات علمیۃ

جس طرح اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ اپنے والد کے ساتھ جذباتی تعلق کی وجہ سے آپ کسی لمبے علمی سفر کی طرف تو روانہ نہ ہو سکے مگر چھوٹے چھوٹے کئی سفر آپ نے ضرور کیے جن میں شام کے بعض شہروں کی طرف آپ کے اسفار کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ بعلبک، حلب، حمص، حماۃ، طرابلس، کرک، معرۃ، بصری، نابلس، رملہ، اندلس اور تبوک جیسے علاقوں کی جانب آپ عازم سفر رہے۔[14]

مصر روانی اور سفر حج:

ان شہروں کے علاوہ آپ نے ملک مصر کی طرف سفر کا ارادہ کیا اور وقت کے جید اہل علم سے استفادہ کیا اگرچہ آپ کا یہ سفر بھی چار ماہ سے زیادہ عرصہ پر محیط نہ تھا۔ اپنے والد کی وفات کے تھوڑی دیر بعد ہی آپ نے حج بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کیا اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے عازم سفر ہو گئے۔ اس سفر میں بھی آپ نے عرفہ، مکہ، منیٰ اور مدینہ کے شیوخ سے کسب فیض حاصل کرنے میں غفلت نہ برتی اور اس سفر سے اضافی فایدہ ضرور حاصل کرتے رہے۔

اساتذہ و شیوخ

آپ کے جید اساتذہ کرام کے علاوہ دیگر شیوخ میں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسی سامنے آتی ہے جن سے آپ نے کچھ نہ کچھ استفادہ ضرور کیا ہے اور صفدی نے تو ان کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ ذکر کی ہے۔ بہر حال آپ نے اپنے ااساتذہ پر مشتمل ایک معجم بھی مرتب کی ہے جن میں کبار، اوسط اور اس سے بھی کم تر درجہ کے شیوخ کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ نے ان سے حصول علم کے تمام تر ذرایع کو اختیار کر کے فایدہ اٹھایا اور ایک دیوان مرتب کر ڈالا۔ اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ **"أما بعد فهذا معجم العبد المسكين محمد ابن أحمد بن عثمان"** پھر اس نسبت کے بعد کہتے ہیں کہ یہ **معجم يشتمل على ذكر من لقيته أو كتب إلي**

بالإجازة في الصغر، وعلى كثير من المجيزين لي في الكبر ولم استوعبهم، وربما أجازلي الرجل ولم أشعر به، بخلاف ما سمعته منه فإني أعرفه"۔[15]ـــ

ان تمام اساتذہ وشیوخ کا ذکر تو ممکن نہیں ہے لیکن چند جید اہل علم جن سے آپ کو حظ وافر نصیب ہوا ان کے اسماء گرامی ذیل میں درج کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

1-شیخ الإسلام أحمد بن عبد الحلیم بن تیمیۃ(661ھ-728ھ).

2-العلامۃ الحافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المزي(654ھ-

3-العلامۃ الحافظ علم الدین القاسم بن محمد البرزالي(665ھ-739ھ).

مزید آپ کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے سبکی لکھتے ہیں:

أَبُو زَكَرِيَّا بن الصَّيْرَفِي	**ابْن أبي الْخَيْر**	**القطب ابْن أبي عصرون**
القَاسِم بن الإربلي	**عمر بن القواس**	**أحمد بن هبة الله بن عَسَاكِر**
يوسف بن أَحْمد الغسولي	**أبي مُحَمَّد الدمياطي**	**عبد الْخَالِق بن علوان**
زَيْنَب بنت عمر بن كندي	**عِيسَى بن عبد الْمُنعم**	**عَليّ بن أَحْمد الغرافي**
أبي الْعَبَّاس بن الظَّاهِرِيّ	**ابْن دَقِيق العبيد**	**يحيى بن أَحْمد[16]ـــ**

مشہور تلامذہ

آپ سے سماعت کا شرف حاصل کرنے والوں میں ایک جم غفیر ہے لیکن ان کا احاطہ کرنا قدرے مشکل ہے لہٰذ ذیل میں چند معروف شاگردان رشید کے اسماء ذکر کیے جاتے ہیں۔

1-الحافظ عماد الدین إسماعیل بن عمر بن کثیر، المتوفی سنۃ(774ھ)صاحب کتاب **"تفسير القرآن العظيم"، وكتاب "البداية والنهاية"**

2-الحافظ زین الدین عبد الرحمن بن الحسن بن محمد السلامي البغدادی، الشھیر بابن رجب الحنبلی، المتوفی سنۃ(795ھ)

3-صلاح الدین خلیل بن أیبک الصفدی، المتوفی سنۃ(764ھ)صاحب کتاب **"الوافي بالوفيات"**.

4-شمس الدین أبو المحاسن، محمد بن علي بن الحسن الحسینی، الدمشقی، الشافعی، المتوفی سنۃ(765ھ)، صاحب **"ذيل تذكرة الحفاظ"**.

5-تاج الدین أبو نصر، عبد الوھاب بن علی السبکی، المتوفی سنۃ(771ھ)صاحب **"طبقات الشافعية الكبرى"**.

آپ کے علمی مقام ومرتبہ پر علماء کی آراء

ذہبی کو علمی میدان میں جو مقام ومرتبہ حاصل ہوا اس سے مفر وروانکار محال ہے، آپ نے علم قرات، حدیث ، تاریخ جیسے معتبر ومعروف فنون میں اپنے علمی جوہر دکھائے اور چہار دانگ عالم میں اپنا لوہا منوایا لہذا اس حوالہ سے اہل علم ان کے متعلق جو صادر رائے رکھتے تھے وہ ان کی شخصیت کو بام عروج تک پہنچانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جن کا مختصر تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے تاکہ ان کے حالات پڑھنے والے کے اعتماد کو تقویت بہم حاصل ہوسکے۔ تاج الدین سبکی ان کا تعارف ہی ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں کہ

مُحَمَّد بن أَحْمد بن عُثْمَان بن قايماز شَيخنَا وأستاذنا الإِمَام الْحَافِظ شمس الدّين أَبُو عبد الله التركماني الذَّهَبِيّ مُحدث الْعَصْراشْتَمَل عصرنا على أَرْبَعَة من الْحفاظ بَينهم عُمُوم وخصوص الْمزي والبرزالي والذهبي وَالشَّيْخ الإِمَام الْوَالِد لَا خَامِس لهَؤُلَاء فِي عصرهم۔[17]

ابن ناصر الدین ذہبی کے مقام ومرتبہ کو تسلیم کرتے ہوئے شاندار الفاظ میں یوں خراج تحسین پیش فرماتے ہیں کہ

وكان آية في نقد الرجال, عمدة في الجرح والتعديل,عالما بالتفريع والتاصيل,اماما في القرآءات,فقيها في النظريات ,له دربة بمذاهب الأئمة,وارباب المقالات قائما بين الحلف بنشر السنة ومذهب السلف.[18]

علوم حدیث میں ان کے مقام ومرتبہ کے حوالہ سے کسی شخص کو مجال انکار نہیں ہے کیونکہ یہ ذہبی کی شناخت بن چکا ہے اور کسی ایک شعبہ میں نہیں بلکہ مصطلحات سے لے کر رجال تک کے تمام علوم میں ان کی کتب دستیاب ہیں ،اسی لیے ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ

"ورغب الناس في تواليفه، ورحلوا إليه بسببها، وتداولوها قراءة ونسخاً وسماعاً"[19]

ان کے شاگرد رشید صلاح الدین صفدی نے ان کے لیے جو تعریفی اسناد بیان کر دی ہیں اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی وہ لکھتے ہیں کہ

"محمد بن أحمد بن عثمان الشيخ الإمام العالم العلامة الحافظ، أبو عبد الله الذهبي، حافظ لا يجارَى، ولافظ لا يبارى، أتقن الحديث ورجاله، ونظر علله وأحواله، وعرف تراجم الناس، وأزال الإبهام في تواريخهم والإلباس، مع ذهن يتوقد ذكاؤه، ويصح إلى الذهب نسبته و انتماؤه، جمع الكثير، ونفع الجم الغفير، و أكثر من التصنيف ووفر بالاختصار مؤونة التطويل في التأليف". بلکہ انہوں نے

تو یہاں تک لکھا کہ "ولم أجد عنده جمود المحدثين، ولا كوذنة -(أي بلادة)- النقلة، بل هو فقيه النظر،له دربة بأقوال الناس، ومذاهب أئمة السلف،وأرباب المقالات. وأعجبني ما يعانيه في تصانيفه من أنه لا يتعدى حديثاً يورده حتى يبين ما فيه من ضعف متن،أو ظلام إسناد،أو طعن في رواةٍ، وهذا لم أرغيره يعاني هذه الفائدة فيما يورده" [20]ے

بہر حال ذہبی کے مقام و مرتبہ کے متعلق کوئی دورائے نہیں بلکہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے دوسرے لوگ محتاج ہیں جیسا کہ سیوطی کہتے ہیں کہ:**"إن المحدثين الآن عيال في الرجال وغيرها من فنون الحديث على أربعة: المزي، والذهبي، والعراقي، و ابن حجر [21]ے**

علمی وتدریسی خدمات

آپ دمشق کے مشہور مدارس، مدرسہ ام صالح، مدرسہ نفیسہ اور دارالحدیث والقرآن وغیرہ میں مسند حدیث پر طویل عرصے تک رونق افروز رہے۔ [22]ے وہ اس اعتبار سے بھی خوش قسمت تھے کہ انہیں اپنے زمانے کے چوٹی کے علماء مثلاً ابن تیمیہ، حافظ مزی اور البرزالی کی رفاقت اور محبت حاصل رہی۔

ذہبی کا عقیدہ

ذہبی اپنے افکار و خیالات کے اعتبار سے جس عقیدہ کے حامل تھے وہ تمسک بالکتاب والسنۃ اور منہج السلف الصالح تھا۔ سلف صالحین کا یہی عقیدہ تھا جس پر علم و عمل دونوں لحاظ سے ذہبی پابند تھے اور اس کا ثبوت ان کی وہ شاہکار کتب ہیں جو انہوں نے تحریر کیں خواہ ان کا تعلق اعتقادیات سے ہو یا وہ عملیات سے متعلق ہوں۔ کتاب علو، عرش اور کتاب الاربعین فی صفات رب العالمین اعتقادی خیالات کی ترجمان ہیں جب کہ سنت سے تمسک اور بدعت سے احتراز پر مبنی کتب احادیث وغیرہا ان کے منہج کو متعین کرنے میں بہت بڑی دلیل ہیں۔ بعض اوقات مبتدعہ کے حوالہ سے ان کا قلیل تساہل نظر آتا ہے مگر اپنی حد تک وہ سلف صالحین کے طریقہ پر تا دم آخر قایم ودایم رہے۔ آپ کا تخصص اگر کسی علم میں نظر آتا ہے تو وہ علم الرجال والتراجم ہی ہے جس کے لئے وہ ہر وقت مستعد وتیار رہتے تھے اور اہل سنت کے منہج واسلوب کو اپنی فکر کا محور گرادنتے تھے۔ کسی طرح بھی سنت رسول کی پاسبانی

میں اپنے کردار سے غافل نہ رہتے بلکہ مخالفین کی دسیسہ کاریوں کے مقابل سد سکندری بن کر کھڑے ہو جاتے اور اپنے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرح ہر قسم کے دجل وفریب کی قلعی کھولنے میں پیش پیش رہتے تھے۔

مشہور تالیفات

ذہبی کثیر التصانیف شخصیات میں سے ایک ہیں اور کئی علوم میں ان کی تالیفات آج خاص وعام کی توجہ کا مرکز ہیں مگر حدیث و تاریخ میں ان کی خدمات ومہارت کی بنا پر انہیں مرجع کی حیثیت حاصل ہے۔ تعداد کے اعتبار سے ان کی تالیفات سینکڑوں میں ہیں لیکن وہ کتب جو شہرت کی بلندیوں کو چھو کر علمی موسوعات میں شمار ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

☆کتاب الكبائر ☆سير أعلام النّبلاء ☆ترجمة شيخ الإسلام ابن تيمية
☆إثبات الشّفاعة ☆ميزان الاعتدل ☆أهل المائة فصاعدا
☆السّيرة النّبوية من كتاب تاريخ الإسلام ☆تذكرة الحُفّاظ
☆مُختصر العلوم ☆العِبر من فوائد السِّيَّر ☆الموقِظة في علم مصطلح الحديث
☆تاريخ الإسلام الكبير ☆هالة البدر ☆اختصار سنن البيهقى
☆الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب السّتّة ☆طبقات القراء والحفاظ
☆المقتنى فى الضعفاء ☆المستحلى اختصار المحلى ☆ تهذيب التهذيب

امام شوکانی انکی کتب کی مقبولیت اور لوگوں کی انکی طرف رغبت کا ذکر اس انداز سے کرتے ہیں:

"وَجَمِيع مصنفاته مَقْبُولَة مَرْغُوب فِيهَا، رَحل النَّاس لأَجلهَا وأخذوها عَنهُ وتداولوها وقرأوها وكتبوها فِي حَيَاته وطارت فِي جَمِيع بقاع الأَرْض، وَله فِيهَا تعبيرات رائقة وألفاظ رشيقة غَالِبًا،لم يسْلك مسلكه فِيهَا أهل عصره وَلَامن قبلهم وَلَا من بعدهمْ،وَبِالْجُمْلَةِ فَالنَّاس فِي التَّارِيخ من أهل عصره فَمن بعدهمْ عِيَال عَلَيْهِ، وَلم يجمع أحد فِي هَذَا الْفَنّ كجمعه وَلَا حَرَّره كتحريره"[23]۔

یعنی آپ کی کتابوں میں لوگوں نے رغبتکی اور اس کے لئے انہوں نے آپ کی طرف سفر کیا اور ان کو پڑھنے لکھنے اور سننے کے لئے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

وفات

آپ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ابن کثیر یوں رقم طراز ہیں:وَفِي لَيْلَةِ الِاثْنَيْنِ ثَالِثِ شَهْرِ ذِي الْقَعْدَةِ تُوُفِّيَ الشَّيْخُ الْحَافِظُ الْكَبِيرُ مُؤَرِّخُ الْإِسْلَامِ وَشَيْخُ الْمُحَدِّثِينَ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ

عُثْمَانَ الذَّهَبِيُّ بِتُرْبَةِ أُمِّ الصَّالِحِ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ صَلَاةَ الظُّهْرِ فِي جَامِعِ دِمَشْقَ وَدُفِنَ بِبَابِ الصَّغِيرِ، وَقَدْ خُتِمَ بِهِ شُيُوخُ الْحَدِيثِ وَحُفَّاظُهُ رَحِمَهُ اللَّهُ [24]ـــ

آپ کے شاگرد رشید اپنے عظیم المرتبت استاد کی رحلت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں **أضر في سنة إحدى وأربعين، ومات في ليلة الاثنين ثالث ذي القعدة سنة ثمان وأربعين وسبعمائة بدمشق، ودفن في مقبرة الباب الصغير رحمه الله تعالى** [25]ـــ

امام ذہبیؒ کا تلخیص مستدرک میں منہج

مستدرک علی الصحیحین میں امام حاکم کے منہج کو بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا جاچکا ہے کہ اہل علم تساہل حاکم کی وجہ سے روایات پر ان کے فیصلہ کو بالخصوص تصحیح کے فیصلہ کو قبول کرنے میں تامل دکھاتے ہیں۔اسی لیے کتاب مستدرک کی روایات میں ذہبی کے فیصلہ کو اولیت واہمیت حاصل ہے اور بہت سارے حضرات موافقتِ ذہبی کے بعد ہی ان احادیث کو قبولیت کے درجہ تک پہنچاتے ہیں لہٰذا ذہبی کا مستدرک پر یہ کام ہر اعتبار سے توجہات کا مرکز و محور سمجھا جاتا ہے۔ذہبی نے اس کتاب کے علاوہ بھی تلخیصات کی ہیں اور ان کو بھی شہرت حاصل ہے مگر جو مقام ومرتبہ اس تلخیص مستدرک کی وجہ سے ان کو حاصل ہوا وہ کسی دوسری کتاب کے حصہ میں نہ آیالہٰذااس تلخیص کے حوالہ سے ذہبی کے منہج واسلوب کو بالاختصار پیش کیا جارہاہے۔

اختصار سے ذہن فوراًاس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ اس میں کسی قسم کا اضافہ نہ ہو بلکہ اصل پر اقتصار کیا جائے بغیر کسی زیادتی کے لیکن ذہبی کے اختصار میں یہ اصول ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے کیونکہ وہ اپنے اختصارات میں تعقبات وفوائد کا ذکر بھی کرتے ہیں تاکہ استفادہ کرنے والوں کو زاید از اصل اشیاء سے بھی آگاہی ہوتی رہے۔ان اضافات میں وہ کوئی خاص قاعدہ و قانون ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ جیسے آسانی محسوس کریں وہ تعلیقات پیش کرتے جاتے ہیں،کچھ اسی طرح کا معاملہ کتاب مستدرک کی تلخیص میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے لہٰذا اس کتاب پر ان کے کام کو مختصراً یوں تقسیم کیا جاسکتا ہے جس سے اس تلخیص کے طریقہ کار کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

ا۔تعقبات ذہبی ب۔موافقت ج۔سکوت

تعقبات ذہبی

خود ذہبی کی بعض عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے امام حاکم کی کتاب پر تعقب کرتے ہوئے بالاستیعاب یہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا کہ ہر قابل مؤاخذہ روایت پر نقد کیا ہو کیونکہ بہت سی روایات پر انہوں نے مستدرک

کے علاوہ جرح کی ہے مگر وہ گرفت تلخیص میں نظر نہیں آتی۔ اپنی مشہور کتاب تاریخ اسلام میں حاکم کے ترجمہ کے تحت مالینی کے قول کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ففي المستدرك جملة و افرة على شرطهما، وجملة كبيرة على شرط أحدهما. لعل مجموع ذلك نحو النصف، وفيه نحو الربع مما صح سنده وفيه بعض الشيء، أو له علة. وما بقي، وهو نحو الربع، فهو مناكير وواهيات لا تصح، وفي بعض ذلك موضوعات، قد أعلمت بها لما اختصرت هذا المستدرك، ونبهت على ذلك" [26]ـہ

اس نص سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ذہبی تمام واہی روایات کو زیر بحث لا کر تنقید نہیں کی بلکہ اس میں سے بعض پر اور خاص طور پر موضوعات پر تعلیق کی ہے کیونکہ ان کی عبارت میں ہے کہ ربع کتاب مناکیر وواہیات پر مشتمل ہے جب کہ انہوں نے تقریبا اس کے ثمن پر تعقب کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حاکم کی کتاب مستدرک کی روایات کی تعداد 9045اور ذہبی کی تعقیبات والی روایات 1182 ہیں لہذا ربع کتاب میں 2261 احادیث آتی ہیں۔

بہر حال ذہبی کا تعقبات میں اسلوب یوں نظر آتا ہے کہ جب امام حاکم یہ کہیں کہ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ لیکن شیخان نے یہ روایت ذکر کی ہو تو ذہبی کہتے ہیں کہ خ۔م پھر لکھتے ہیں کہ قد اخرجاہ یا اخرجہ خ یعنی بخاری یا اخرجہ م یعنی مسلم۔ کبھی حاکم کی شرط شیخین یا شیخ واحد کی شرط پر صحت کا حکم لگانے والی حدیث پر تعقب کرتے ہوئے اسے ضعیف قرار دیتے تو یوں اپنا فیصلہ صادر فرماتے **فيه فلان وهو ضعيف" أو "وهو واه" أو "له مناكير"** یا علماء کا کلام نقل کرتے اور کہتے **" فيه فلان ، ضعفه أبو حاتم ، وقال النسائي : ليس بثقة"** اور کبھی انقطاع کی وجہ سے حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے "قلت: مرسل" تو اس سے آپ کی مراد ہوتی کہ تابعی نے یہ روایت اس صحابی سے نہیں سنی جو روایت بیان کر رہا ہے۔ ذہبی جب لفظ قلت کا استعمال کریں تو وہ پھر کوئی نہ کوئی حکم لگا رہے ہوتے ہیں اور اس کی درج ذیل شکلیں عام ہیں مثلا جب امام حاکم حدیث کی تصحیح کرتے ہوئے اسے شرط شیخین پر قرار دیں اور ذہبی کہیں کہ **قلت "خ"** تو اس کا مطلب ہے کہ یہ حدیث شرط شیخین پر نہیں بلکہ صرف بخاری کی شرط پر ہے۔

جب وہ کہیں کہ **قلت صحيح** تو مراد ہوگی کہ نہ شرط شیخین پر اور نہ ان میں سے کسی ایک کی شرط پر لیکن یہ روایت اپنی اصل کے اعتبار سے صحیح ہے اگرچہ بخاری و مسلم کی شرط پر پوری نہیں اترتی۔ جب وہ کہیں **قلت : فيه**

فلان لم يخرجا له "تو اس سے مراد ہوتی ہے کہ حدیث شرط شیخین پر بھی نہیں اس میں ایک راوی موجود ہے جس کو شیخین نے اپنی صحیحین میں درج نہیں کیا ہے۔

موافقت ذہبی

ذہبی کی تلخیص میں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں وہ امام حاکم کی تصحیح پر موافقت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بعد والے اہل علم نے ان کی موافقت پر حدیث کی صحت کا حکم لگایا ہے کہ وہ روایت جس کی ذہبی موافقت کریں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ حاکم کی تصحیح کو قبول کر رہے ہیں اور یہ ذہبی کا بھی اقرار ہے۔ایسا کہنے والے اہل علم کی ایک لمبی فہرست ہے مگر وہ جید علما جو ایسی روایات پر فیصلہ سناتے ہوئے صحت کا حکم لگاتے ہیں ان کا ذکر بالاختصار کیا جاتا ہے۔

1-حافظ زیلعی-رحمہ اللہ جو کہ تلمیذ الذھبی ہیں اپنی کتاب نصب الرایۃ 3/38 پر لکھتے ہیں: **(ورواه الحاكم في " المستدرك " ، وقال : حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ؛ ولم يتعقبه الذهبي في " مختصره ") .**

2-حافظ ابن الملقن-رحمہ اللہ اپنی مختصر میں کہتے ہیں: **(قال الحاكم : صحيح ، و أقره الذهبي عليه) .**

3-حافظ ابن حجر-رحمہ اللہ اپنی کتاب لسان المیزان(7/37) میں فرماتے ہیں-: **(وقد أخرج الحاكم حديثه في " المستدرك " من هذا الوجه وقال : صحيح ، ولم يتعقبه الذهبي) .**

اسی طرح اپنی کتاب **القول المسدد في الذب عن مسند الإمام أحمد** ص67 پر تحریر فرماتے ہیں:

(صححه الحاكم و أقره الذهبي) ، وهذا المثال مستفاد من أبي أنس ملحان الفايد جزاه الله خيرا .

4-علامہ علی القاری رحمہ اللہ اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح 2/418 پر لکھتے ہیں: **(والحاكم قال : على شرط الشيخين،و أقره الذهبي)**

5-علامۃ عبد الرؤوف المناوي رحمہ اللہ اپنی کتاب الفیض القدیر 5/129 پر یوں رقم طراز ہیں: **(قال الحاكم : على شرطهما ، و أقره الذهبي)**

6-علامۃ محمد شمس الحق العظیم آبادي-رحمہ اللہ اپنی کتاب عون المعبود 3/24 پر لکھتے ہیں: **(. . ورواه الحاكم ، وقال : صحيح على شرطهما و أقره الذهبي على ذلك)**

7-علامۃ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوھاب-رحمہ اللہ اپنی کتاب **تیسیر العزیز الحمید في شرح کتاب التوحید** ص159 پر لکھتے ہیں: **ورواه أيضا أبو يعلى والحاكم وقال : صحيح الاسناد ، و أقره الذهبي۔**

8-علامۃ عبد اللہ المبارکفوري رحمہ اللہ اپنی کتاب مرعاۃ المفاتیح 1 / 327 پر لکھتے ہیں: **وأخرجه أيضا ابن حبان في صحيحه ، والحاكم ، وقال صحيح سنده ، ثقات رو اته على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه ، و أقره الذهبي.**

مزید بر آں علامہ احمد شاکر اور شیخ البانی رحمہما اللہ نے بھی اپنی اکثر کتب میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ بہر حال موافقت ذہبی کی بے شمار مثالیں تلخیص مستدرک میں موجود ہیں اور اس کے لئے ذہبی اس طرح کے الفاظ بیان کرتے ہیں مثلاً جب حاکم کہتے ہیں:

" هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه" ،

اور ذھبی سمجھیں کہ کلام حاکم صحیح ہے تو وہ تعقب کے بغیر حدیث کے آخر پر ذکر کرتے ہیں "خ-م" **يعني على شرط البخاري ومسلم** جب صرف شرط بخاری پر حاکم تصحیح فرمائیں اور ذہبی بھی اس کو درست پائیں تو وہ "خ،، لکھ کر کہتے ہیں کہ **على شرط البخاري** ☆شرط مسلم پر حاکم کی تصحیح ہو تو ذہبی لفظ م یعنی شرط مسلم لکھ کر اس کو درست قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح جب حاکم شرط شیخین یا شرط احدہما کے بغیر تصحیح کا فیصلہ کریں تو ذہبی یوں لکھتے ہیں "**صحيح**"، یہ وہ شکلیں ہیں جن میں ذہبی حاکم کی تصحیح پر موافقت کرتے ہیں لیکن یہ قول اور اس موافقت کے بعد یہ خیال کرنا کہ یہ روایت ٹھیک ہے کس حد تک درست ہے اس کے متعلق ہی ہم نے اس مقالہ میں مستقل فصل قایم کرکے اس مسئلہ کو واضح کیا ہے کہ اہل علم کے اس مقولہ کو بالعموم درست قرار دینا قدرے مشکل ہے کیونکہ اس موافقت کے باوجود روایات میں ضعف نظر آتا ہے۔ بطور مثال یہاں دو روایتیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ واضح ہو سکے کہ ذہبی کی موافقت کے باوجود روایت میں ضعف موجود ہے۔

مستدرک کی کتاب الجمعہ میں ایک روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ الْفَقِيهُ، بِبَغْدَادَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، أَنْبَأَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ زِيَادٍ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا

نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَجْلِسِهِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ " [27]ـ

اس حدیث پر حافظ ذہبی نے علی شرط مسلم کے الفاظ لکھ کر اس میں امام حاکم کی موافقت کی ہے جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس میں ابن اسحاق راوی ہے جس سے امام مسلم نے احتجاج نہیں پکڑی بلکہ ان کو شواہد میں ذکر کیا ہے تو یہ ان کی شرط پر کیسے ہو سکتی ہے اور اس موافقت کے باوجود صحت کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔[28]☆

اسی طرح کی ایک روایت مستدرک میں ذکر کی گئی ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْبَرِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ، ثنا شَدَّادٌ أَبُو طَلْحَةَ، ثنا أَبُو الْوَازِعِ جَابِرُ بْنُ عَمْرٍو الرَّاسِبِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «حَوْضِي مِنْ أَيْلَةَ إِلَى صَنْعَاءَ عَرْضُهُ كَطُولِهِ، فِيهِ مِيزَابَانِ يَصُبَّانِ مِنَ الْجَنَّةِ، أَحَدُهُمَا وَرِقٌ وَالْآخَرُ ذَهَبٌ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَلْيَنُ مِنَ الزُّبْدِ، فِيهِ أَبَارِيقُ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ». قَالَ: وَزَادَ فِيهِ أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «يَنْزُو فِي أَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ» «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ فَقَدِ احْتَجَّ بِحَدِيثَيْنِ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الرَّاسِبِيِّ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَهُوَ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»[29]ـ

اس پر ذہبی کی تعلیق ہے کہ غریب صحیح علی شرط مسلم جب کہ اس کی سند میں راوی روح بن اسلم ہے جس کو بخاری و مسلم نے نہیں لیا بلکہ عفان نے کذاب اور دیگر نے اس کو ضعیف لکھا ہے۔[30]اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ذہبی کی موافقت کے باوجود یہ روایت کس درجہ کی ہے چہ جائیکہ اس کو مسلم کی شرط پر تسلیم کر لیا جائے اور اس پر صحت کا حکم لگایا جائے۔

سکوت ذہبی

یہاں سب سے پہلے جو سوال ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ آیا ان عبارتوں میں فرق ہے کہ **صححه الحاكم و اقره الذهبي** اور **صححه الحاكم وسكت عنه الذهبي** تو اس کو علامہ تھانوی نے ایک جگہ سیوطی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ **قد اغنانا عن ذلك الذهبي فما اقره عليه فهو 'صحيح' وما سكت عنه ولم يتعقبه بشيء فهو كما قال ابن الصلاح 'حسن'** [31]ـ

تھانوی صاحب کی اس عبارت سے ان کا اخذ کردہ نتیجہ نکالنا آسان نہیں ہے کیونکہ یہ سب سے پہلے لفظی بحث ہے ،پھر اصطلاحی مسئلہ ہے تو اس کے لیے دونوں حوالوں سے تایید ملنا مشکل ہے اور یہاں تو کسی ایک کی تایید بھی قدرے محال نظر آرہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس فرق کو خود ذہبی نے بیان کیا ہوتا تو اس بحث کی ہرگز ضرورت نہ تھی جب کہ ذہبی سے اس طرح کا کوئی قول منقول نہیں ہے۔ بہر حال قطع نظر تھانوی صاحب کی عبارت کے عام طور پر علماء جو فرق کرتے ہیں وہ یہ کہ جہاں ذہبی نے حاکم کے قول کے بعد لفظ صحیح لکھا ہے وہ موافقت اور جہاں یہ لفظ درج نہیں ہے وہ سکوت ہے۔

اب یہاں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ایسی روایات جن میں ذہبی نے سکوت کیا ہے ان کا درجہ کیا ہے تو اسی حوالہ سے ہم نے مستقل فصل لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور مختلف روایات مسکوتہ لا کر ان کا تجزیہ کیا جائے گا کہ ان روایات کو کس درجہ پر رکھا جائے لیکن یہاں بطور مثال اگر روایات کا حوالہ دیں تو ایسی روایات پر جو حکم لگتا ہے اس کا قدرے اندازہ لگانا آسان ہو گا۔ ☆

مستدرک میں ایک روایت ہے کہ

> **حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ حَفْصٍ الْخَثْعَمِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ الْكِنْدِيُّ، ثنا عِيسَى بْنُ سَوَادَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ زَاذَانَ، قَالَ: مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرَضًا شَدِيدًا، فَدَعَا وَلَدَهُ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ» قِيلَ: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟قَالَ: «بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ " [32]ـــ**

اس روایت پر ذہبی کا سکوت ہے مگر اس سکوت پر صحت کا حکم لگانا انتہائی مشکل ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عیسٰی بن سوادہ ہے جس کو ابن معین نے کذاب کہا ہے اور امام ابو حاتم اسے منکر الحدیث گردانتے ہیں، مزید یہ کہ اس روایت کو لا کر حافظ ذہبی کہتے ہیں **قلت هذا الحديث ليس بصحيح**۔ [33]ـــ ☆ علامہ ذہبی کے منہج کو سمجھنے میں یہ چند بنیادی اور ضروری چیزیں ہیں جن کا علم اور واقفیت ہر طالب کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے اور اسی لیے یہاں اس مقالہ میں بھی اس کو ترجیحا شامل کیا گیا ہے تاکہ اس بحث کے حوالہ سے قدرے اختصار سے معلومات بہم پہنچائی جاسکیں۔

خلاصہ بحث

اِمام شمس الدین الذہبی (1274ـ1348ء) کا شمار عالمِ اسلام کے عظیم محدثین و مؤرّخین میں ہوتا ہے۔ اُنہوں نے اُصولِ حدیث اور اَسماء الرجال کے فن میں بھرپور خدمات سرانجام دیں اور کئی کتب تالیف کی ہیں، مثلاً تجرید الاصول فی احادیث الرسول، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، المشتبہ فی اسماء الرجال، طبقات الحفاظ وغیرہ۔ فنِ تاریخ میں اُن کی ایک ضخیم کتاب تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام موجود ہے۔ اَسماء الرجال کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب سیر اعلام النبلاء میں رُواۃ کے حالاتِ زندگی پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب علمی حلقوں میں بلند پایہ مقام رکھتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

1 ذہبی، محمد بن أحمد، **أهل المائة فصاعدا** (العراق: مجلة المورد–1352ھ)، 8:137۔

Dhaḥabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Aḥal al Miaḥ Fṣāʿidn*(Al-Irāq: Mujalaḥ Al-Maorad,1352 AH), 8: 137.

2 ذہبی، محمد بن أحمد، **معجم الشیوخ الکبیر** (الطائف–السعودیة: مکتبة الصدیق، س۔ن)، 1:436۔

Dhaḥabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Mʿujam Al-Shayūkh al-Kabīr* (Al-Ṭaʿif – Al-Saʿudia: Makbata Al-Ṣiddīq, S.N.), 1: 436.

3 نووی، ابوزکریاء یحیٰ بن شرف م676ھ، **المنهل الراوي** (بیروت: منشورات دارالملاح، 2008ء)، 199۔

Nawī, Abū Zakarīya Yaḥyā bin Sharaf (d. 676 AH), *al-Minḥal al-Rāwī* (Beīrūt: Manshūrāt Dār al-Millāḥ, 2008), 199.

4 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **الدرر الکامنة** (حیدر آباد: مجلس دائرة المعارف العثمانیة، 1993ء)، 3:426۔

Ibn-e-Ḥajar, al-Asqalānī, Aḥmad ibn ʿAli, *Al-Durar al-Kāminah* (Hyderābād: Majlis Dairaḥ Al-Mārif al Uthmānīaḥ, 1993), 3: 426.

5 ذہبی، محمد بن أحمد، **تذکرة الحفاظ** (بیروت: دارالکتب العلمیة، 1374ھ)، 34

Dhaḥabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Tazkiraḥ-tul Ḥuffāẓ* (Beīrūt: Dār Al Kutab Al Ilmiah,1374), 34.

6 ذہبی، **معجم الشیوخ الکبیر**، 1:75۔

Dhaḥabī, *Mʿujam Al-Shayūkh al-Kabīr* , 1: 75.

7 ذہبی، **معجم الشیوخ الکبیر**، 1:284-285۔

Dhaḥabī, *Mʿujam Al-Shayūkh al-Kabīr* , 1: 284-285.

8 ذہبی، **معجم الشیوخ الکبیر**، 1:274-275۔

Dhaḥabī, *Mʿujam Al-Shayūkh al-Kabīr* , 1: 274-275.

9 ذہبی، **معجم الشیوخ الکبیر**، 2:27-28۔

Dhaḥabī, *Mʿujam Al-Shayūkh al-Kabīr* , 2: 27-28.

10 ذہبی، **معجم الشیوخ الکبیر**، 2:68-69۔

Dhaḥabī, *Mʿujam Al-Shayūkh al-Kabīr* , 2: 68-69.

11 ذہبی، محمد بن أحمد، **معرفة القراء الکبار** (استنبول: دار الکتب العلمیة، 1416ھ)، 556-551۔

Dhaḥabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Ma'rifaḥ al-Qurā al-Kibār* (Istanbūl: Dār al-Kutab al-Ilamīya, 1416 AH), 556-551.

12 سیوطی، عبد الرحمان بن ابی بکر، **ذیل طبقات الحفاظ للذہبی** (بیروت: دار الکتب العلمیة،، 1998ء)، 348۔

Suyūṭī, Abd al-Raḥmān bin Abī Bakr, *Zaeel Ṭabaqāt al-Ḥuffāẓ Lidhaḥabi* (Beīrūt: Dār al-Kutab al-Ilamīya, 1998), 348.

13 ابن کثیر، **البدایہ والنہایہ** (بیروت: دار المعارف، 1997ء)، 14: 649۔

Ibn Kathīr, Al-Bidāyah Al-Niḥāyah (Beīrūt: Dār al-Mārif, 1997), 14: 649.

14 ذہبی، محمد بن أحمد، **سیر أعلام النبلاء** (قاہرہ: مؤسسة الرسالة، 1417ھ)، 1:28۔

Dhaḥabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Sear A'lām al-Nubla* '(Qaḥiraḥ: Mu'assasa Al-Risāla, 1417), 2:339.

15 ذہبی، **معجم الشیوخ الکبیر**، 1:12۔

Dhaḥabī, *Mʿujam Al-Shayūkh al-Kabīr* , 1:12.

16 سبکی، تاج الدین، **طبقات الشافعیة الکبری** (بیروت: للطباعة والنشر 1413ھ)، 9:101-102۔

Subakī, Tāj al-Dīn, *Ṭabaqāt al-Shafi'i al-Kubra* (Beīrut: Lil Tabā ʻat Wa Al-Nashar , 1413 AH), 9: 101-102.

17 سبکی، تاج الدین، **طبقات الشافعیة الکبری**، 9:100۔

Subakī, *Ṭabaqāt al-Shafi'i al-Kubra,* 9: 100.

18 الدمشقی، حافظ محمد بن ابی بکر، **الرد الوافر** (مصر: المکتب الاسلامی 1400ھ)، 65۔

Al-Dimashqī, Ḥāfiẓ Muḥammad bin Abī Bakr, Al-Rad al-Wāfīr (Miṣar: Al-Muktab al-Islāmi 1400 AH), 65.

19 ابن حجر، **الدرر الکامنة**، 3:437۔

Ibn-e-Ḥajar, *Al-Durar al-Kāminah,* 437:3.

20 صفدی، صلاح الدین، **الوافی بالوفیات** (بیروت: داراحیاء التراث العربی 1420ھ)، 2:114۔

Ṣafadī, Ṣalāh al-Dīn, Al-Wāfī Bilwafiyāt (Beīrūt: Dār Aḥyā Al-Turāth Al-ʻArabī 1420 AH), 114:2

21 سیوطی، **ذیل طبقات الحفاظ للذہبی**، 348۔

Suyūṭī, *Zaeel Ṭabaqāt al-Ḥuffāẓ Lidhaḥabi*, 348.

22 سیوطی، **ذیل طبقات الحفاظ للذہبی**، 348۔

Suyūṭī, *Zaeel Ṭabaqāt al-Ḥuffāẓ Lidhaḥabi*, 348.

23 شوکانی، محمد بن علی، **البدر الطالع** (بیروت: دار المعرفۃ، س۔ن)، 111:2۔

Shoukāni, Muḥammad bin *Alī, al-Badr al-Ṭāly* (Beīrūt: Dār al-Marifah, 111:2).

24 ابن کثیر، اسماعیل، **البدایۃ والنھایۃ** (بیروت: مکتبۃ المعارف، 1412ھ)، 225:14۔

Ibn-Kathir, Ismael, *Al-Badayat Wa-Al-Nahaya*, (Beirut: Maktabaḥ al-Mārif, 1412 AH), 225:14.

25 حسینی، حافظ ابو المحاسن، **ذیل تذکرۃ الحفاظ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س۔ن)، 36۔

Ḥussaīnī, Ḥāfiẓ Abū Al-Mahāsin, *Zail Tazkiraḥ-tul Ḥuffāẓ* (Beirut: Dār al-Kutab al-Ilamīya, s.n.), 36.

26 ذہبی، محمد بن أحمد، **تاریخ الإسلام**، المکتبۃ التوفیقیۃ، 84:28

Dhaḥabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Tarīkh al-Islām*, al-Mukabah al-Tawfiqiya, 84:28

27 النشاپوری، محمد بن عبد اللہ، **المستدرک للحاکم**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2010) 428:1۔

Al-Nishāpūrī, Muḥammad Bin ʿAbdullaḥ, *Al-Mustadrik Lil Ḥākim*,(Beirut: Dār al-Kutab al-Ilamīya, 2010) 428:1.

28 ذہبی، محمد بن أحمد، **میزان الاعتدال** (بیروت: دار المعرفۃ، س۔ن)، 475:3۔

Dhaḥabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Mīzān al-itidāl* (Beirut: Dar al-Marifah, S.N.), 475:3.

29 النشاپوری، محمد بن عبد اللہ، **المستدرک للحاکم**، 148:1۔

Al-Nishāpūrī, Muḥammad Bin ʿAbdullaḥ, *Al-Mustadrik Lil Ḥākim*, , 148:1.

30 ذہبی، **میزان الاعتدال**، 57:2۔

Dhaḥabī, *Mīzān al-itidāl*, 57:2.

31 تھانوی، ظفر احمد عثمانی، **قواعد فی علوم الحدیث** (بیروت: دار القلم، س۔ن)، 71۔

Thānvi, Zafar Aḥmad Uthmāni, *Qawaid fī Ulūm Al-Hadith* (Beīrut: Dār al-Qalam, S.N.), 71.

32 النشاپوری، محمد بن عبد اللہ، **المستدرک للحاکم**، 631:1۔

Al-Nishāpūrī, Muḥammad Bin ʿAbdullaḥ, *Al-Mustadrik Lil Ḥākim*, 631:1.

33 ذہبی، **میزان الاعتدال**، 3:312-313۔

Dhaḥabī, *Mīzān al-itidāl*, 3: 312-313.